نہج البلاغہ کے ترجموں اور تبصروں کا اجمالی خاکہ

سید قنبر علی رضوی، رائے بریلی

کتابوں اور مقالوں کی ترتیب وتالیف کا بنیادی مقصد قاری کو علمی حقائق ومعارف سے آگاہ کرنا ہوتا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو خداوند عالم نے بنی نوع انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے آسمانی صحیفوں اور مقدس کتابوں کے نزول کا سلسلہ جاری کیا اور قرآن کریم خداوند عالم کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں کی آخری کڑی ہے اور قرآن میں مندرج احکامات الٰہیہ سے دنیاوالوں کو آگاہ کرنے کے لئے پیغمبرؐ اکرم اور ان کے اہلبیت واصحاب صالح کی سنت وسیرت کا بہترین نمونہ بھی دنیا والوں کے سامنے پیش کردیا۔کتاب نہج البلاغہ درحقیقت قرآن مجید میں موجود الٰہی حقائق ومعارف اور احکام خداوندی کی وضاحت کا بہترین وسیلہ ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ عالمی سامراجی پروپگنڈوں کی وجہ سے دنیا قرآنی حقائق اور علوی ارشادات ومعارف کی طرف متوجہ نہیں ہوسکی اور دنیا کو انسانی والٰہی حقائق کی طرف متوجہ کرنا ہرذی شعور کا فریضہ ہے۔(ایڈیٹر)

نہج البلاغہ کی عظمت وبزرگی اس کی گہرائی وگیرائی اس کی فصاحت وبلاغت اس کے موضوعات کی تشخیص اس کی جمع وترتیب اس کی تحقیق واستناد پر عربی وفارسی زبان میں ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے مسئلے پر (قطع نظر اس کے کہ حضرت علی علیہ السلام کے کلام کی نسبت سے یہ کچھ بھی نہیں) اتنا کام ہوچکا ہے کہ مجھ ایسے طالب علم کیلئے کسی نئی کوشش وکاوش یا تحقیق کرنے کا دعویٰ تحصیل حاصل ہوگا۔ اس لئے کہ نہج البلاغہ سے متعلق اردو میں ہونے والے بعض کاموں کو دیکھا گیا کہ جس کو تحقیق کے نام پر پیش کیا گیا لیکن وہ زیادہ تر عربی وفارسی کا ترجمہ ہے نہ کہ تحقیق۔

اس لئے کہ نہج البلاغہ کی جمع آوری اس کے استناد، نہج البلاغہ کے مختلف زبانوں میں ہونے والے ترجموں، نہج البلاغہ پر اب تک کی گئی تفصیلی ومختصر شرحوں سے قطع نظر میں نے ایران میں اپنے زمانہ طالب علمی (۱۹۹۷۔۱۹۹۴ء) میں وہ کتابیں اور مقالات دیکھے جو نہج البلاغہ کی تالیف کے ایک ہزار

سال پورے ہونے پر ۱۴۰۱ ہجری میں ہزارہ نہج البلاغہ عالمی کانفرنس اور ہزارۂ سید شریف رضی علیہ الرحمہ کے موقع پر منظر عام پر آئے (واضح رہے کہ سید شریف رضی علیہ الرحمہ (۴۰۶-۳۵۹ہجری) نے ۴۰۰ ہجری میں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے منتخب خطبات، مکتوبات وکلمات حکمت کو جمع کرکے اس کا نام نہج البلاغہ رکھا اس اعتبار سے ۱۴۰۱ ہجری میں نہج البلاغہ کی جمع آوری کو ایک ۱۰۰۰ ہزار سال ہوئے اور ۱۴۰۶ ہجری میں سید رضیؒ کی وفات کو ۱۰۰۰/سال پورے ہوئے اس مناسبت سے ایران میں دونوں موقعوں پر ہزارۂ نہج البلاغہ وہزارۂ سید رضیؒ منایا گیا)

ان چھ برسوں میں نہج البلاغہ اور سید رضیؒ پر متعدد کتابیں منظر عام پر آئیں۔ اس سلسلے میں ایران اور دمشق وغیرہ میں بڑی بڑی نہج البلاغہ کانفرنسیں ہوئیں اور نہج البلاغہ پر بہت سے بڑے کاموں کا آغاز ہوا جن میں کی دو کتابیں'' آیات قرآن در نہج البلاغہ'' آقای محمد محمدی اشتہار دی) اور ''سیدرضی مؤلف نہج البلاغہ'' (چوتھا ایڈیشن از آقای علی دوانی) ہمارے سامنے ہیں اگر انہیں دوکتابوں کا ترجمہ ہوجائے تو اجمالی طور پر پتہ چلے گا کہ ۱۴۰۶ء ہجری تک نہج البلاغہ پر کتنا کام ہوچکا تھا اور اب جب کہ اس کو ۲۵ سال گزر چکے ہیں ان بڑے کاموں کا جائزہ لیا جائے جو اس وقت شروع کئے گئے تھے تو پتہ چلے گا کہ نہج البلاغہ پر اب تک عربی وفارسی ودیگر زبانوں میں کتنا کام ہوچکا ہے۔ اس لئے کہ ہزارۂ نہج البلاغہ کے موقع پر ایران میں ادارہ ''بنیاد نہج البلاغہ'' کا قیام عمل میں آیا تھا جس کے زیرنگرانی نہج البلاغہ پر بڑے کام ہوئے۔ نہج البلاغہ پر کسی بھی زبان میں کام کرنے والوں کو اس سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔

جہاں تک اردو میں نہج البلاغہ پر ہونے والے کاموں کی بات ہے تو بات ترجمے اور مختصر تشریح سے آگے نہ بڑھی، ہاں بس اردو والوں کے لئے فخر کی بات ہے کہ اگر عربی میں علامہ ہبۃ الدین شہر ستانی نے ''ماھو نھج البلاغه'' لکھ کر نہج البلاغہ کے مستند ہونے پر ۱۳۵۲ ہجری میں عظیم کارنامہ انجام دیا تو اسی طرح اردو میں ادیب شہیر عالم اہلسنت امتیاز علی خاں عرشی نے ''استناد نہج البلاغہ'' لکھ کر وہ سارے حوالے پیش کردیئے جو سید رضیؒ سے قبل کی کتابوں میں حضرت علی علیہ السلام کے خطبات ومکتوبات وکلمات حکمات کی شکل میں پہلے سے موجود تھے۔

یقیناً اردو والے استناد نہج البلاغہ پر جتنا بھی فخر کریں وہ کم ہے لیکن اردو میں فارسی وعربی کی بنسبت نہج البلاغہ کے حوالے سے بالکل کام نہیں ہوا، یاہوا تو بہت کم ہوا۔ اردو میں نہج البلاغہ پر کام کی بہت

گنجائش ہے اگر صرف عربی وفارسی میں ہونے والے کاموں کا ترجمہ ہی کیا جائے تو اردو میں بہت بڑا کام ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ ''سید رضیؒ'' مولف نہج البلاغہ'' نامی کتاب میں آقای علی دوانی نے ''الذریعہ الی التصانیف الشیعہ'' (تالیف آقای بزرگ تہرانی) کے حوالے سے جو تعارف کرایا ہے وہ اس طرح ہے۔

''علاّمہ تہرانی فرماتے ہیں کہ چونکہ نہج البلاغہ عظمت وبزرگی اور فصاحت وبلاغت میں انتہائی درجہ میں پہنچی ہوئی ہے لہٰذا اس کا سمجھنا سب کے لئے آسان نہیں ہے پس ضرورت ہوئی کہ اس کی توضیح وتشریح کی جائے اور اس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کیا جائے تا کہ سبھی اس سے استفادہ کرسکیں''۔

خداوند عالم نے عرب وغیر عرب سنی وشیعہ ودیگر اکابرین کو یہ توفیق عطا کی کہ اپنی استطاعت بھر اس کا م کو انجام دیں۔ چنانچہ بعض نے پوری تشریح کی، بعض نے پوری نہج البلاغہ پر حاشیہ لگایا بعض نے مشکل الفاظ کو حل کیا، کچھ نے صرف خطبوں کا ترجمہ کیا، کچھ نے صرف مکتوبات کا، کچھ نے صرف کلمات حکمت کا ترجمہ کیا یا شرح کی۔ اس طرح سے بعض نے اس کا منظوم ترجمہ کیا۔ اس طرح سے مولف ''الذریعہ''نے تقریبا ۱۵۰ رترجموں وشرحوں کا ذکر کیا ہے جس کی تفصیل ''الذریعۃ'' کی چودہویں جلد میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں انہوں نے تقریباً پچاس صفحوں میں عربی وفارسی گجراتی وترجموں کی بنیاد پر نہج البلاغہ کی شرحوں ودیگر کتابوں کا ذکر کیا ہے۔[۱]

واضح رہے کہ آقا ی علی دوانی فرماتے ہیں اس سے پہلے علامہ نوری نے ۲۶ رشرحوں کا اور علامہ شہرستانی نے ۴۵ شرحوں کا اور علامہ عبد الزہرا حسینی نے ۱۰۱ رشرحوں کا ذکر کیا تھا جس کو علامہ تہرانی نے ۱۵۰ تک پہونچا دیا اور ۱۴۰۶ھ ہجری میں یہ تعداد ۴۰۰ تک پہونچ چکی ہے جو نہج البلاغہ کی مختلف زبانوں مثلاً فارسی، اردو، ترکی، گجراتی، جرمنی وانگریزی وغیرہ میں شرحوں ترجموں اور نہج البلاغہ سے متعلق دیگر کاموں پر مشتمل ہے ۔[۲]

یہ ساری گفتگو ۱۴۰۶ھ ہجری کی ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اب تک ایران وغیرہ میں نہج البلاغہ پر کتنا کام ہوچکا ہوگا اس سلسلے میں ایک بڑا کام نہج البلاغہ مصحح کا ہے جو بنیاد نہج البلاغہ کے زیر اہتمام انجام پایا ہے جس میں نہج البلاغہ کے سارے مطبوعہ اور خطی نسخوں کا تقابل اور الفاظ کی شرح وموضوعات کی تشخیص ہے۔

اسی طرح سے اردو میں بھی نہج البلاغہ کے اردو ترجموں کا تقابل کرکے کم از کم خطبوں کی تعداد کے فرق کو بتانے کی ضرورت ہے اس لئے کہ علاّمہ مفتی جعفر حسین مرحوم کے ترجمے میں تعداد کچھ اور ہے

سلسبیل فصاحت میں تعداد اور ہے اور علاّمہ ذیشان حیدر جوادی مرحوم کے ترجمہ میں تعداد مختلف ہے جس کی وجہ سے سامع کو حوالہ کے باوجود حوالہ ڈھونڈنے میں پریشانی ہوتی ہے۔

جہاں تک اردو میں ہونے والے ترجموں کی بات ہے عام طور پر مفتی جعفر حسین مرحوم کا ترجمہ رائج ہے جس کے مقدمہ میں انہوں نے اپنے سے پہلے کے اردو ترجموں کا ذکر کیا ہے۔ دوسرا قدیم ترجمہ علامہ ظفر مہدی گہر جائسی مرحوم کا ''سلسبیل فصاحت'' کے نام سے ہے جو صرف چند خطبوں کا ترجمہ ہے۔ پاکستان میں ایک مشترکہ ترجمہ ہے اگر ان سارے ترجموں کو سامنے رکھا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ صرف ترجموں پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ اب عربی وفارسی بالکل نہ جاننے والوں کی تو مجبوری ہے کہ وہ صرف ترجموں پر بھروسہ کرسکتے ہیں۔ لیکن مسئلہ نازک تب ہوجاتا ہے جب ترجموں کا ترجمہ ہوتا ہے مثلاً نہج البلاغہ کا گجراتی ہندی وانگریزی ترجمہ جو رائج ہے وہ اردو سے ترجمہ ہے یعنی عربی سے ترجمہ نہیں ہوا ہے اس لئے اردو میں ہونے والے ترجموں کی تحقیق اور کم از کم تقابلی مطالعہ ضروری ہوجاتا ہے۔ کاتبوں کی غلطیوں کے ساتھ ساتھ خود متن اور ترجمے کو بھی دیکھنا ضروری اس لئے ہے کہ یہ دوسرے ترجموں کا بھی ماخذ بنتے ہیں۔

اب آیئے اشارۃً چند موارد کو دیکھتے ہیں جس سے تقابلی مطالعہ کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔

نہج البلاغہ کا تیسرا خطبہ خطبۂ شقشقیہ ہے جو اہم ترین اور مشہور ترین خطبہ ہے، جس میں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سے پہلے کے حاکموں کا ذکر کیا ہے اور اپنے دور میں ہونے والی بغاوتوں کا ذکر کیا ہے وہاں اپنی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا حتی لقد وطی الحسنان بیعت کے وقت لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ میرے پیروں کے انگوٹھے کچل گئے یہاں اکثر فارسی و اردو مترجمین نے اور گجراتی ہندی، وانگریزی مترجمین نے ترجمہ کیا ہے کہ بیعت کے وقت امام حسنؑ وحسینؑ کچل گئے حالانکہ سید رضی علیہ الرحمہ کے بھائی سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے وضاحت کی ہے کہ اس سے مراد پیروں کے انگوٹھے ہیں جس کا حوالہ ''سلسبیل فصاحت'' میں علامہ ظفر مہدی گہر جائسی نے دیا ہے (''سلسبیل فصاحت'' ترجمہ نہج البلاغہ ص ۷۱) جو بات زیادہ سمجھ میں آتی ہے اس لئے کہ جب حضرت علیؑ کی بیعت ہوئی وہ ۳۵ ہجری کی بات ہے جب امام حسنؑ وامام حسین علیہما السلام کا سن مبارک ۳۲/۳۳ سال بنتا ہے اور اگلا جملہ وشق عطفای میری ردا کے کنارے پھٹ گئے اس بات کا قرینہ بھی بن رہا ہے اس لئے کہ ردا کے کنارے پیروں کے انگوٹھے ہی پر آتے ہیں۔

اسی طرح نہج البلاغہ کے دوسرے جز مکتوبات ووصایا میں ۴۷ نمبر پر حضرت علی علیہ السلام کی وصیت ہے جہاں آپ ارشاد فرماتے ہیں صلاح ذات البین افضل من عامۃ الصلوٰۃ والصیام اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ آپس کی کشید گیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے (ترجمہ مفتی جعفر حسین مرحوم ص ۷۳۸) اسی طرح سے تقریباً سارے اردو مترجمین اور اس سے انگریزی وہندی مترجمین نے بھی اس کا ترجمہ عام نماز روزہ کیا ہے حالانکہ فارسی ترجموں میں یہ ترجمہ ہے۔''

''من از جد شما شنیدم کہ می فرمود اصلاح میان مردم یک سال نماز روزہ برتر است''

یعنی آپس کا میل ملاپ وکشیدگی کو دور کرنا ایک سال کے نماز روزے سے افضل ہے (فروغ ولایت استاد آیت اللہ جعفر سبحانی ص ۶۹۹) یہ ترجمہ زیادہ سمجھ میں آتا ہے اس لئے کہ عام نماز وروزہ اور خاص نماز روزہ سمجھ میں نہیں آتا۔

اسی طرح سے پیغمبرؐ کی رحلت کے حوالے سے آپ نے جو خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا کہ لقد قبض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم وان راسہ لعلی صدری ولقد سالت نفسہ فی کفی فامررتھا علیٰ وجھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی تو ان کا سر اقدس میرے سینے پر تھا اور جب میرے ہاتھوں میں انکی روح طیب نے مفارقت کی تو میں تبرکاً اپنے ہاتھ منھ پر پھیر لئے (ترجمہ نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۵ ص ۵۵۲ مفتی جعفر حسین مرحوم) یہاں پر سارے اردو مترجمین نے سالت نفسہ کا ترجمہ روح کی مفارقت کیا ہے۔

حالانکہ علاّمہ بحرانی اور شارح نہج البلاغہ مفتی مصر محمد عبدہ نے اسی طرح عالم اہلسنت ابن ابی الحدید معتزلی ؔ۳ (جن کی شرح ۲۰ جلدوں پر مشتمل ہے) اور علاّمہ حبیب اللہ خوئی ؔ۴ نے جن کی شرح ۲۱رجلدوں پر مشتمل ہے) سبھی نے وضاحت کی ہے کہ سالت نفسہ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جب پیغمبر ﷺ نے وقت آخر میرے ہاتھوں پر خون کی قے کی تو میں نے تبرکا اس خون کو اپنے چہرے پر مل لیا اور اسی روشنی میں شارح نہج البلاغہ مفتی مصر عالم اہل سنت نے خون رسولؐ (معصوم) کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔ اسی طرح علاّمہ حلیؒ نے ''تذکرۃ الفقہا'' میں طہارت خون معصوم پر استدلال کیا ؔ۵

میں یہ نہیں کہتا کہ ان مقامات پر یہی ترجمہ کیا جائے لیکن ایک محقق کے لئے ان موارد سے واقف ہونا ضروری ہے بالخصوص جب شارحین نے اس کی وضاحت بھی کی ہو۔

یہ تو میں نے بعض موارد کی نشاندہی کردی ورنہ اگر تحقیق کی جائے تو بہت سے متون اور عربی

عبارتوں کو پیش کیا جاسکتا ہے جس سے تقابلی مطالعہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بہر حال ابھی اردو میں نہج البلاغہ پر کام کرنے کی بہت گنجائش ہے۔ ابھی ہم اردو والے نہج البلاغہ کو جاننے کے مرحلے کو بھی پورا نہیں کرسکیں ہیں پہچانا تو بہت دور ہے۔

حوالے:

۱۔سید رضی مولف نہج البلاغہ ص ۲۳۰ و ۲۳۱

۲۔الذریعہ جلد ۱۴ ص ۱۱۱۔۱۶۱

۳۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۱۰ ص ۱۸۲۔۱۸۳

۴۔منہاج البراعہ شرح نہج البلاغہ علامہ حبیب اللہ الخوئی جلد ۱۲ ص ۲۴۰

۵۔ترجمہ حضرت فاطمہ زہرؑا بضعۃ الرسول۔تالیف آیت اللہ شیخ احمد رحمانی ص ۳۲۸ و ۳۲۹